❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت کو نصائح

(از ملفوظات جلد اوّل ایڈیشن 1984ء)

(تقریر نمبر 4)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ (الانعام:22)

یعنی اُس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا باندھے یا اُس کی آیات کی تکذیب کرے۔

دِل ہوا جاتا ہے ہر دم بے قرار
کِس بیاباں میں نکالوں یہ غبار
ہوگئے ہم درد سے زیر و زبر
مَر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افاضات اور فرمودات پر مشتمل ملفوظات پر دس جلدیں زیر مطالعہ رہتی ہیں۔ ان میں اپنی ذاتی اصلاح اور احبابِ جماعت کی تعلیم وتربیت اور اصلاحِ احوال کے لئے بہت قیمتی نصائح مل جاتی ہیں۔ اِن کو پڑھ کر خیال گزرا کہ کیوں نہ آپؑ کی اہم اور مفید نصائح کو افادہ عام کے لئے تقاریر کی صورت میں جمع کر دیا جائے۔ سو آج ملفوظات جلد اوّل ایڈیشن 1984ء سے چند اہم اور قیمتی نصائح قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔ یہ اس سلسلہ کی تقریر نمبر 4 ہے۔

اپنے دلوں میں خدمتِ دین کی نیت کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اُس شخص کی قدر و منزلت ہے جو دین کا خادم اور نافع النّاس ہے۔ ورنہ وُہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتّوں اور بھیڑوں کی موت مَر جائیں۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 324)

مالی قربانی کے لئے نام شائع کروانے کی نسبت آسمان پر نام لکھوانے کی کوشش کرنی چاہیے کے حوالہ سے آپؑ نے فرمایا:

”دوسرا وُہ گروہ ہے جنہوں نے میری دینی اغراض و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دیئے ہیں۔ مَیں کچھ ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں کیونکہ ہر شخص کم وبیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کِس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں۔ مَیں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت نے وہ صِدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہؓ ساعت العُسرہ میں دکھاتے تھے۔ اگرچہ اشتہار میں مَیں نے چند دوستوں کے نام لکھے ہیں۔ جنہوں نے اپنے صِدق وہمت کا نمونہ دکھایا ہے۔ لیکن اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مَیں دوسروں سے بے خبر ہوں یا اُن کی خدمات کو قابل قدر نہیں سمجھتا۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ میں دوڑ تا ہے۔ مَیں چونکہ بیمار تھا اور ابھی تک طبیعت ناساز ہے۔ اس لئے مَیں پُوری تفصیل نہ دے سکا اور نہ مختصر سے اشتہار میں اتنی تفصیل ہو سکتی تھی۔ پس جن لوگوں کے نام درج نہیں ہوئے۔ اُن کو افسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے صِدق اور اخلاص کو خُوب جانتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس غرض کے لئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضروریات میں شریک ہوتا ہے کہ اُس کا نام شائع کیا جائے تو یقیناً سمجھو کہ وُہ دنیا کی شہرت اور نام ونمود کا

خواہشمند ہے۔ لیکن جو شخص محض اللہ تعالیٰ کے لئے اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کے لئے کمربستہ ہوتا ہے اُس کو اِس بات کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ دُنیا کے نام کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں۔ **نام وُہی بہتر ہوتے ہیں جو آسمان پر رکھے جاویں۔** کاغذات کا کیا اثر ہے۔ ایک دن ہوتے ہیں اور دُوسرے دن ضائع ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ اس کا اثر ابدالآباد کے لئے ہوتا ہے۔ میرے بہت سے مخلص احباب اَیسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت ہی کم جانتے ہوں۔ لیکن اُنہوں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 338-339)

سامعین! خدا تعالیٰ کی کریمی کا سمندر بہت گہرا ہے اس لئے ہمت نہ ہاریں۔ فرمایا:

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے۔ یہ بڑی مشکلات نہیں ہیں۔ مَیں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہماری مُشکلات آسان کر دی ہیں۔ کیونکہ ہماری سلوک کی راہیں اَور ہیں۔ ہمارے ہاں یہ حالت نہیں ہے کہ کمریں جُھک جائیں یا ناخن بڑھالیں یا پانی میں کھڑے رہیں اور چلّہ کشیاں کریں یا اپنے ہاتھ خشک کر لیں اور یہاں تک نوبت پہنچے کہ اپنی صورتیں بھی مسخ ہو جائیں۔ ان صُورتوں کے اختیار کرنے سے بعض لوگ بخیالِ خویش باخدا بننا چاہتے ہیں۔ لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ ایسی ریاضتوں سے خدا تو کیا ملنا ہے انسانیت بھی جاتی رہتی ہے۔ لیکن ہمارے سلوک کا یہ طریق ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اسلام نے اس کے لئے نہایت آسان راہ رکھ دی ہے اور وہ کشادہ راہ وُہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ۔ یہ دُعا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھلائی ہے تو ایسے طور پر نہیں کہ دعا تو سکھا دی۔ لیکن سامان کچھ بھی مہیا نہ کیا ہو۔ نہیں بلکہ جہاں دُعا سکھلائی ہے وہاں اس کے لئے سامان بھی مہیا کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اس سے اگلی سُورۃ میں اُس قبولیت کا اشارہ ہے جہاں فرمایا۔ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ یہ گویا ایسی دعوت ہے جس کا سامان پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ غرض یہ قویٰ جو انسان کو دیئے گئے ہیں۔ اگر وہ اُن سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔ مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اس امت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں جو نُور اور صدق اور وفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی شخص اپنے آپ کو ان قویٰ سے محروم نہ سمجھے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی فہرست شائع کر دی ہے جس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہمیں اُن برکات سے حصہ نہیں ملے گا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے۔ جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دُعائیں مانگو اور اُس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دُعا کے لئے کئی مواقع ہیں۔ رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام، اور عشاء، ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دُعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 351-352)

نماز کی اصل غرض اور مغز دُعا ہے اس لئے فضلِ الٰہی کے لئے رونے والی آنکھ پیش کریں۔ فرمایا۔

"نماز کی اصل غرض اور مغز دُعا ہی ہے اور دُعا مانگنا اللہ تعالیٰ کے قانونِ قدرت کے عَین مطابق ہے۔ مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دُودھ دیتی ہے۔ الُوہیت اور عبودیت میں اس قسم کا ایک تعلق ہے۔ جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اُس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اُس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو اُلوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دُودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اُس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا۔ بالکل غلط اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قُدرت وتصرّف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر اُن میں حقیقی ایمان ہوتا تو وُہ ایسے کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجُوع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے

عاشق کہ شُد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ! درد نیست و گر نہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اُس کے حضور پاک دل لے کر آجاؤ۔ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ اور وُہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں۔ مگر اُن کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سُنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 352-353)

پھر ایک موقع پر آپؑ فرماتے ہیں۔

"مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اُس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کرتا ہے۔ لیکن یہ گریہ وبکا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ خدا کو خدا اور اس کے رسول کو رسول نہ سمجھے اور اُس کی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو نہ صرف اطلاع بلکہ ایمان۔ طبیب جیسے ایک مریض کو جُلاب دیتا ہے اور اس کو ہلکے ہلکے دست آتے ہیں وُہ مرض کو ضائع نہیں کرتے جب تک جگری دست نہ آویں جو اپنے ساتھ تمام مواد ردیّہ اور فاسدہ کو لے کر نکلتے ہیں اور ہر قسم کی عفونتیں اور زہریں جنھوں نے مریض کو اندر ہی اندر مضمحل اور مضطرب کر رکھا تھا۔ اُن کے ساتھ نِکل جاتی ہیں۔ تب اُس کو شفا ہوتی ہے۔ اِسی طرح پر جگری گریہ وبکا آستانہ اُلوہیّت پر ہر ایک قسم کی نفسانی گندگیوں اور مُفسد مواد کو لے کر نکل جاتا ہے۔ اُس کو پاک وصاف بنا دیتا ہے۔ اہلُ اللہ کا ایک آنسو جو توبۃُ النصوح کے وقت نِکلتا ہے۔ ہوا وہوس کے بندے اور ریاکار اور ظلمتوں کے گرفتار کے ایک دریا بہادینے سے افضل اور اعلیٰ ہے کیونکہ وہ خدا کے لئے ہے اور یہ خلق کے لئے یا اپنے نفس کے واسطے۔ اس بات کو کبھی اپنے دِل سے محو نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے۔ تکلّف اور بناوٹ اُس کے حضور کچھ کام نہیں دے سکتی۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 410-411)

جھوٹ کی نجاست سے بچنے کی نصیحت۔ فرمایا:

"حقیقت میں جب تک انسان جھوٹ کو ترک نہیں کرتا وہ مُطہّر نہیں ہو سکتا۔ نابکار دُنیا دار کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک بیہودہ گوئی ہے۔ اگر سچ سے گزارہ نہیں ہو سکتا تو پھر جھوٹ سے ہرگز گزارہ نہیں ہو سکتا۔ افسوس کہ یہ بدبخت لوگ خدا تعالیٰ کی قدر نہیں کرتے۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بدُوں گزارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنا معبود اور مُشکل کُشا جھوٹ کی نجاست کو ہی سمجھتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جُھوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتھ وابستہ کر کے بیان فرمایا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ ہم ایک قدم کیا ایک سانس بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں لے سکتے ہمارے جسم میں کیا کیا قویٰ ہیں۔ لیکن کیا ہم اپنی طاقت سے اُن سے کام لے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 367)

پھر فرمایا۔

"فی الحقیقت کِذب کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر اُسے ایک دیمک لگ جاتی ہے۔ ایک جھوٹ کے لئے پھر اُسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے۔ اِسی طرح اندر ہی اندر اُس کے اخلاق اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اُسے یہاں تک جُرأت اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھی افتراء کر لیتا اور خدا تعالیٰ کے مُرسلوں اور ماموروں کی تکذیب بھی کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اظلم ٹھہر جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ (الانعام: 22) یعنی اُس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا باندھے یا اُس کی آیات کی تکذیب کرے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جھوٹ بہت ہی بُری بلا ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر جھوٹ کا خطرناک نتیجہ اَور کیا ہو گا کہ انسان خدا تعالیٰ کے مرسلوں اور اُس کی آیات کی تکذیب کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس تمہارے لئے یہ ضروری بات ہے کہ صِدق اختیار کرو۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 355-356)

سامعین! خدا تعالیٰ پر مکمل بھروسہ رکھنے کی نصیحت۔ فرمایا

"جو لوگ اپنی قوّتِ بازو پر بھروسہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اُن کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ رہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے پَیدا کردہ اسباب سے کام لینا اور اُس کے عطا کردہ قویٰ کو کام میں لگانا۔ پھر نتیجہ کے لئے خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہی حقیقی راہ ہے اور خدا تعالیٰ کی قدر ہے۔ جو لوگ خدا داد قویٰ سے کام نہیں لیتے اور صرف مُنہ سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی قدر نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کو آزماتے ہیں اور اُس کی عطا کردہ قوتوں اور طاقتوں کو لغو قرار دیتے ہیں اور اس طرح پر اس کے حضور شوخی اور گستاخی کرتے ہیں اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ کے مفہوم سے دُور جا پڑتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ بلکہ بغیر اس پر عمل کئے اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کا ظہور چاہتے ہیں۔ یہ ہرگز مناسب نہیں بلکہ جہاں تک ہو سکے اور انسان کے امکان اور طاقت میں ہو۔ رعایتِ اسباب ضرور کرنی چاہئے۔ لیکن ان اسباب کو اپنا معبود اور مُشکل کُشا قرار نہ دے بلکہ اُن سے کام لے کر پھر انجام کو تفویض الی اللہ

کرے اور اس بات پر سجداتِ شکر بجالائے کہ خدا نے اس کو وہ طاقتیں اور قویٰ عطا فرمائے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف انسان کھینچا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میں فنا ہو جاتا ہے تو اس سے وہ کام صادر ہوتے ہیں جو خدائی کام کہلاتے ہیں اور اس پر اعلیٰ سے اعلیٰ انوار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ انسانی کمزوری کا تو کچھ بھی ٹھکانا نہیں ہے۔ وہ ایک قدم بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر نہیں چل سکتا۔ مَیں تو یہاں تک یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے مدد نہ ملے تو وہ رفع حاجت کے بعد آزار بند تک بھی باندھنے کی طاقت نہیں رکھ سکتا۔ طبیبوں نے ایک مرض لکھی ہے جس کی کیفیت یہ ہے کہ انسان جب چھینک لے تو اس کے ساتھ ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ انسان کمزوریوں کا مجموعہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا۔ انسان کا اپنا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ سر سے پاؤں تک اتنے اعضاء نہیں رکھتا۔ جس قدر کہ اُس کو امراض لاحق ہوتے ہیں۔ جب وہ اتنی کمزوریوں کا نشانہ اور مجموعہ ہے تو پھر اُس کے لئے امن اور عافیت کی یہی سبیل ہے کہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ اُس کا معاملہ صاف ہو اور وہ اُس کا سچا اور مخلص بندہ بن جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ صِدق کو اختیار کرے۔ جسمانی نظام کی کَل بھی صِدق ہی ہے جو لوگ صِدق کو چھوڑ دیتے ہیں اور خیانت کرکے جرائم کو پناہ میں لانے والی سپر کذب کو خیال کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 367-369)

بدظنّی سے بچنے کی نصیحت۔ فرمایا:

"یہ خوب یاد رکھو کہ ساری خرابیاں اور بُرائیاں بدظنّی سے پَیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت منع فرمایا ہے اور پھر فرمایا کہ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ۔ اگر مولوی لوگ ہم سے بدظنّی نہ کرتے اور صِدق اور استقلال کے ساتھ وہ ہماری باتیں سنتے، ہماری کتابیں پڑھتے اور ہمارے پاس رہ کر ہمارے حالات کا مشاہدہ کرتے تو ان الزامات کا جو وُہ ہم پر لگاتے ہیں، ہر گز نہ لگاتے۔ لیکن جب اُنہوں نے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کی عظمت نہ کی اور اس پر کاربند نہ ہوئے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ پر بدظنّی کی اور میری جماعت پر بھی بدظنّی کی اور جُھوٹے الزامات اور اتہامات لگانے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ بعض نے بڑی بے باکی سے یہ لکھ دیا کہ یہ تو دہریوں کا گروہ ہے اور یہ لوگ نمازیں نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر وُہ اس بدظنی سے بچتے تو اُن کو جُھوٹ کی لعنت کے نیچے نہ آنا پڑتا اور وُہ اِس سے بچ جاتے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ بدظنّی بہت ہی بُری بلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صِدق اور راستی سے دُور پھینک دیتی ہے اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔ صِدّیقوں کے کمال حاصِل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنّی سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سُوءِ ظن پَیدا ہو۔ تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دُعائیں کرے تاکہ اس معصیت اور اس کے بُرے نتیجہ سے بچ جاوے جو اُس بدظنّی کے پیچھے آنے والا ہے۔ اس کو کبھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے جس سے انسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 371-372)

صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلو۔ کی نصیحت کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں کہ:

"ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست اور مطابق رکھو۔ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیوں میں کرکے دکھا دیا۔ ایسا ہی تم بھی اُن کے نقشِ قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نمونہ ہمیشہ اپنے سامنے رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس زمانہ پر غور کرو جب دشمن قریش ہر طرف سے شرارت پر تُلے ہوئے تھے اور انہوں نے آپؐ کے قتل کا منصوبہ کیا۔ وہ زمانہ بڑا ابتلا کا زمانہ تھا۔ اُس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو حق رفاقت ادا کیا۔ اُس کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ یہ طاقت اور قوت بجُز صدقِ ایمان کے ہر گز نہیں آسکتی۔ آج جس قدر لوگ بیٹھے ہوئے ہو۔ اپنی اپنی جگہ سوچو کہ اگر اس قسم کا کوئی ابتلا ہم پر آجائے تو کتنے ہیں جو ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ مثلاً گورنمنٹ کی طرف سے ہی تفتیش شروع ہو جائے کہ کِس کِس شخص نے اس شخص کی بیعت کی ہے تو کتنے ہوں گے جو دلیری کے ساتھ یہ کہہ دیں کہ ہم مبایعین میں داخل ہیں۔ مَیں جانتا ہوں کہ یہ بات سُن کر بعض لوگوں کے ہاتھ پاؤں سُن ہو جائیں گے اور ان کو فوراً اپنی جائدادوں اور رشتہ داروں کا خیال آجائے گا کہ اُن کو چھوڑنا پڑے گا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 374-375)

فراست حاصل کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”فراست بھی ایک چیز ہے۔ جیسا کہ ایک یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی کہہ دیا کہ مَیں اِن میں نبوّت کے نشان پاتا ہوں اور ایسا ہی مباہلہ کے وقت عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر نہ آئے۔ کیونکہ اُن کے مشیر نے ان کو کہہ دیا تھا کہ مَیں ایسے مُنہ کو دیکھتا ہوں کہ اگر وہ پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے ٹل جا تو وہ ٹل جائے گا۔“

فرمایا:

”اگر کسی کے باطن میں کوئی حِصّہ روحانیّت کا ہے تو وُہ مُجھ کو قبول کرلے گا۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 391)

اللہ تعالیٰ ہمیں اِن نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✪✪✪✪